رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخوں کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر ایم ایم قاسم علی

جلد (۱۰) مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۵ء مطابق ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۳ھ نمبر (۱۰)

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں (۲) تمام خاندان رسالت و ممبران خاندان حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ و حضرت نواب صاحب قبلہ میں بہمہ نوع عافیت ہے (۳) شیخ عبدالحکیم صاحب شلوی کا رخصتانہ ۱۰ جون کو بروز بدھ ہوا اور ۱۱ جون کو آپکی طرف سے احباب قادیان کو دعوت ولیمہ دیگئی۔ خانصاحب ذوالفقار علیخانصاحب اور شیخصاحب کو مبارک ہو۔ (۴) قتل مرتد کے متعلق جو مکمل اور مفصل سلسلہ مضامین کا حضرت مولوی شیر علیصاحب سلمہ اللہ کی طرف سے بجواب "زمیندار" وغیرہ مخالفین سلسلۃ الفضل میں شروع کیا گیا ہے۔ اگر ناظرین فاروق پسند کریں۔ تو اسکو فاروق میں بھی نقل کر دیا جائے۔ یہ اسلئے فاروق کے ناظرین سے اجازت طلب کی جاتی ہے کہ کہیں پھر یہ نہ کہیں۔ کہ ایک ہی مضمون سب اخباروں میں ہوتا ہے۔ بنابریں بغیر اجازت میں اس سلسلہ کو فاروق میں نقل نہیں کرونگا۔ (۵) ۱۰ جون کی شام کو کسی قدر آندھی چلکر معمولی بارش ہوئی جس سے موسم میں کسیقدر خنکی ہوگئی ہے۔ الحمد للہ۔

احمدیت کی فتح

(از عبدالمجید صاحب طالب جہلمی)

ریاکاریاں ہر طرف چھا رہی تھیں
طرفداریاں فتنے پھیلا رہی تھیں
غلط راہ قومیں چلی جا رہی تھیں
سیہ بختیاں انکو بھا رہی تھیں

گھٹائیں سی بطلان کی چھا رہی تھیں
کچھ انگڑائیاں کسل دو ڈا رہی تھیں
کہ ناگاہ مطلع سے خورشید نکلا
زمانہ میں آیا اِک ایمان والا!

زباں جس کی الہام دل عرش جس کا
وہ خورشید۔ پھیلا دیا جس نے آکر،
خبرتہ کی لے آئیں گہری نگاہیں
ہوئے لرزہ بر جسم ایران والے

خدا کی عبادت کے رستے دکھائے
نظر میں جو حیرانیاں تھیں مٹا دیں
کسی سے وہ بیگانگی کیا کرے گا
طریقے بتائے تو نہیں معذرت کے

دلوں کو صفائی کی گھاتیں سکھا دیں
وہ مرسل وہ ہادی وہ ایمان طالب
ہوائیں جہنم بھری آرہی تھیں
کچھ آنکھیں ندامت سے تر ہا رہی تھیں

نہفتہ تھا مشہود میں سرِّ شاہد
بڑی شان سے جسکے مطلوب آیا
چھڑکتا ہوا نورِ امید نکلا
کہ جس نے مکاں شرک کا توڑ ڈالا

وہ سب سے انوکھا وہ سب سے نرالا
خدائی میں یکبارگی اِک اُجالا
دلوں کی حدوں سے بتوں کو نکالا
اور ایمان لے آئے ایمان والے

اطاعت کے اچھے طریقے سکھائے
دلوں میں جو دھتے پڑے تھے مٹائے
جو دنیا میں غیروں کو اپنا بنائے
ندامت میں جو غرق تھے سر جھکائے

خدا کی خدائی کو باتیں سکھا دیں
فدا نام پر جس کے سو جانِ طالب
کہ مطلوب تھا پر وہ شانِ طالب
طلب کا معلم، یہ عنوانِ طالب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

—— کان پور میں غیر معمولی طور پر سخت آندھی آئی۔ جس سے کئی آدمی زخمی ہوئے۔ سلسلہ ٹیلیفون کو سخت نقصان پہنچا۔ گاڑیوں کا دریا کے پل سے گذر بند کر دیا گیا۔

—— دربار صاحب امرت سر کے تالاب سے ایک لاش برآمد ہوئی۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک سادھو کی لاش تھی۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

—— جے پور میں ایک شادی کے خواہشمند بڈھے سیٹھ کو دلالوں نے دھوکہ سے خوب لوٹ کر اور ایک لڑکا بیاہ دیا۔ سیٹھ صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا۔ تو سر دھن کر رہ گئے۔

—— یہ افواہ بے بنیاد ہے کہ کارڈریڈنگ کی میعاد عہدہ میں دو سال کی توسیع کی گئی ہے

—— خبر ہے۔ کہ افغانستان میں روسی باشندوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ ابھی اور کے آنے کی توقع کی جاتی ہے۔

—— خوست کے ۴۵ باغیوں کو امیر کابل کے حکم سے گولی سے اڑا دیا گیا۔ لنگڑا ملا اس کے بیٹے اور داماد اور ملک ماتون نشانہ گولی بنا دیے گئے

—— کلکتہ میں مارواڑیوں کے ایک جلسہ میں ہندو دھرم کی رکھشا کے لئے آن واحد میں ۸۰ ہزار روپیہ جمع کیا گیا۔

—— امریکہ میں پانچ ہزار میل کے فاصلہ پر سے فوٹو لیا گیا۔

—— مغرب میں بجلی کی شعاعوں سے انسانوں کو قتل کرنیکا کامیاب تجربہ کیا جا رہا ہے۔

—— لاہور کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے ایک شخص نصیر الدین اپنی بہن کو زہر دیکر مارنے کے جرم میں دو سال قید سخت کا سزایاب ہوا ہے۔

—— آریہ سماج نے اپنا پہلا کالج یکم جون ۱۸۸۶ء کو لاہور میں قائم کیا۔ اس کی ۳۸ سالہ محنتوں کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج یہ لوگ ہندوستان میں (۵۰۵) بڑی بڑی تعلیم گاہیں چلا رہے ہیں۔ ان تمام مکاتب و مدارس میں ۵۵ ہزار طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور ان تمام تعلیم گاہوں کے اخراجات کا اندازہ قریباً ۱۹ لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔

—— بہرھ میں ایک دلچسپ مقدمہ چل رہا تھا۔ ایک ڈپٹی کلکٹر نے ایک وکیل کی لڑکی کے ساتھ اپنے لڑکے کی شادی کی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب کو بھاری جہیز ملنے کی امید تھی۔ جو پوری نہ ہوئی۔ اس پر لڑکی کے چال چلن کے خلاف آپ نے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔ وکیل صاحب نے ڈپٹی صاحب اور ان کے لڑکے کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا۔

۲۵ رمئی کو اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ ڈپٹی صاحب کو دو جرموں میں ایک ایک سال کی قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ اور لڑکے پر ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا۔

—— قاسم پور کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک دیوانہ گیدڑ نے ۳۰ آدمیوں کو کاٹ کھایا۔ اس کے بعد اوسے ہلاک کر دیا گیا۔

—— سوشلسٹ پارٹی نے اعلان کیا ہے کہ سٹیٹ کونسل کی تمام نشستوں پر قبضہ کیا جائیگا۔

—— امرت سر کا حبیب نامی ایک ۴۵ سالہ گوجر ایک ۹ سالہ لڑکی کی عصمت دری کرنے کے جرم میں ۷ سات سال سخت کا سزایاب ہوا ہے۔

—— امرت سر ۴ جون ایک مجسٹریٹ درجہ اوّل کی عدالت میں ایک نوجوان اس جرم کی پاداش میں پیش کیا گیا۔ کہ اس نے ۵ سیر پیاز ایک دوکان سے چرایا تھا۔ عدالت نے ملزم کو ڈیڑھ ماہ قید سخت کی سزا کا حکم سنایا۔

—— حیدر آباد کے علاقہ کے ایک تھانیدار اور ۵ سپاہیوں پر ایک لڑکی کے بجبر اغوا کرنے کے جرم میں مقدمہ چل رہا ہے۔

—— بمبئی میں جعلی لاٹریوں کے سلسلہ میں دو یورپین گرفتار کئے گئے ہیں۔ لاٹریوں کے شائقین کو محتاط رہنا چاہیئے۔

—— ریلوے ہڑتالیوں نے ۳۰ رمئی کو لاہور کے بازاروں میں ایک سفید جھنڈے کا جلوس نکالا۔ اور جھنڈے کو تمام ہڑتالیوں نے اپنے خون کے چھینٹے دیکر رنگا۔

—— چین میں کوئلہ کا رقبہ تیس لاکھ مربع میل ہے۔

—— ایک ہوائی بم ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کو اگر زمین پر چھوڑا جائے۔ تو ہزار میل بلندی پر اڑتا ہوا ہوائی جہاز گر پڑے گا۔

—— بارامتی میں دس بارہ سالہ لڑکے کو اجگر گلے تک نگل گیا۔ دیہاتیوں نے خبر ملنے پر لڑکے کو اجگر کا پیٹ چاک کر کے نکالا۔ لڑکا زندہ ہے۔ لیکن اس کی حالت خراب ہے۔

—— فرانس میں بعض روسیوں کو آنے کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ جن کی موجودگی فرانس کے لئے باعث خطرہ ہے۔

—— ریلوے ایجنٹ کا آخری اعلان ۳۱ رمئی تک ہڑتالیوں کو واپس لینے کا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہڑتالی کام پر واپس نہیں گئے۔

—— لاہور کے ٹانگہ والوں نے ۸ رفی کس ریلوے ہڑتالیوں کی امداد کے لئے دینا منظور کیا ہے۔

—— گورکھپور میں بی۔ این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کے ۶ ہزار مزدور سٹرائک پر ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۸)

محترم ناظرین۔ آپنے گذشتہ نمبر میں آریہ سماج کے بانی مہرشی نمبری ۱۰۸ کا قادر مطلق کے متعلق اعتراض ملاحظہ فرمالیا ہے۔

دیانندی اعتراض کی حقیقت جو ایسا تو اوہ جاہلانہ اعتراض ہے۔ کہ سوائے دہریہ ناستک کے کسی خدا پرست کی زبان سے نہیں نکل سکتا۔ بھلا غور تو کرو۔ کہ یہ بھی کوئی عالمانہ طرز ہے۔ کہ خدا کو چونکہ قادر مطلق کہا جاتا ہے۔ تو کیا وہ خودکشی بھی کر سکتا ہے یا نہیں وہ بیمار بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ وہ چوری بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔ وہ ظالم بھی بن سکتا ہے یا نہیں اگر یہ سب نقص اسمیں موجود ہوں۔ تو قادر مطلق ہے۔ ورنہ نہیں۔ وہ قلم کیوں نہ ٹوٹ گیا جس سے ایسے لفظ نکلے۔ وہ زبان کیوں نہ کٹ گئی جس سے ایسا گندا وچن۔ یہ بعینہٖ ایسا اعتراض ہے۔ جیسے کوئی شخص یہ کہے۔ کہ روپیہ اسکو کہتے ہیں۔ جو ہماری ضروریات پیش آمدہ کو رفع کر دیتا ہے۔ اس کے جواب میں آریہ اعتراض کرنے لگے۔ کہ کیا پاخانہ کی حاجت اور پیشاب کی ضرورت بھی روپیہ رفع کر دیگا۔ تو ایسے معترض کو۔ بجز کندہ ناتراش کے اور کونسا خطاب دیا جا سکتا ہے؟

دیانندی اعتراض کی مثال یہ اعتراض ایسا ہے۔ کہ اگر کسی بادشاہ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ خزانہ کا مالک ہے۔ اور اس تمام خزانہ کو دولت کو جو چاہے۔ سو کر سکتا ہے۔ تو اس پر کوئی بیہودہ خارج از عقل کہنے لگے۔ کہ کیا وہ بادشاہ اس دولت کو تانبہ اور لوہا بنا سکتا ہے۔ یا مٹی اور راکھ کر سکتا ہے۔ یا سونے کو چاندی اور جواہرات کا کانچ بنا سکتا ہے۔ تو ایسے معترض کو ڈاکٹری معائنہ کے بغیر پاگل خانہ میں بھیجا ہوگا یا نہیں؟

دیانندی اعتراض کا حقیقی جواب او عقل کے دشمنو! قادر مطلق کے لئے مرنا نقص ہے۔ اور تناقض سے خدا کی ذات پاک ہے۔ اسکے صفت امر (نہ مرنے والا) ہے اسلئے مرنا اسکے لئے تجویز کرنا دہریت ہے۔ بیمار ہونا۔ دکھی ہونا نقص ہے۔ نہ کہ قدرت و کمال اس کی صفت انند سروپ ہے۔ (یعنے راحت مطلق (راحت مجسم) اسلئے دکھی نہیں ہو سکتا۔ وہ بدکار اور ناپاک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نقص ہے اور وہ شدھ (پاک ہے) وہ جاہل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نقص ہے۔ نہ کہ کمال اور اسکا نام منو (یعنے علم مجسم) ہے۔ وہ غیر منصف اور ظالم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نقص ہے۔ اور وہ نیا کاری (عادل) ہے اسلئے قادر مطلق کیواسطے کمالات کا ہونا لازمی ہے نہ کہ نقصوں کا اسمیں پایا جانا۔ خدا جانے تمہیں کس جاہل مطلق نے یہ سکھا دیا۔ کہ قادر مطلق وہ ہوتا ہے جو مر بھی جائے۔ بیمار بھی ہو سکے۔ چوری بھی کر سکے۔ من الخرافات۔ توبہ کرو۔ اور اس حماقت سے باز آؤ۔ خدا کی نسبت ایسے الفاظ نکال کر کھلے کھلے دہریہ ناستک منکر خدا نہ بنجاؤ۔ مگر تم کیا کرو تمہیں آسمانی روشنی ملی نہیں۔ زمینی کیڑے تمہارے رہنما بن گئے۔ جو دہریت کی تعلیم تمکو دے گئے۔ اور بقول مشہور ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

وید وید پکارنے سے کیا بنتا ہے۔ ویدوں میں سے جو نکالکر پیش کیا ہے۔ وہ تو یہ ہے۔ کہ

ویدک پرمیشور کے اختیارات پرمیشور کسی کی نجی صفات کو بھی نہیں بدل سکتا۔ مثلاً آگ کی گرمی اور پانی کی ٹھنڈک اور مٹی کی بے شعوری کو نہیں پلٹ سکتا۔ (ستیارتھ صہ ۲۸۱ باب ۸ جواب سوال نمبر ۱۲)

اس پرمیشور کو بھلا کوئی اوڑھے یا بچھائے کس کام میں لگائے۔ جسکے حدود اختیار میں اتنی بھی وسعت نہیں۔ کہ اپنی دی ہوئی اشیاء کو واپس لے سکے۔ یعنی آگ کی حرارت۔ اور پانی کی برودت جو اس کی عطا کردہ ہے۔ مگر اب بے بس ہے۔ دیکر ہاتھ سے کھو بیٹھا۔ مجال کیا۔ ان صفات کو واپس لے سکے جس طرح کوئی لوہار یا کمہار لوہے اور مٹی کی نجی صفات کو نہیں بدل سکتا۔ اس معاملہ میں بھی خالق مخلوق مساوی ہیں۔ لیکن یہ صرف اس شخص کی تعلیم اور خود ساختہ عقیدہ ہے۔ جو دہریت میں خدا تعالےٰ کا ساتھ بھرتا تھا۔ ورنہ اس کی مسلمہ کتابوں میں جو اس نے مستند مانی ہیں۔ اسکے اس عقیدہ اور تعلیم کی بالتصریح تردید موجود ہے۔ جیسا کہ کین اپنشد کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ آگ کی حرارت اور ہوا کی طاقت جو طبعی تھی۔ اسکو خدا نے سلب کر دیا۔ اور یہ اپنشد دیانند کا مسلمہ ہے۔

(دیکھو بھاش بھومکا صہ ۱۷۲)

چنانچہ کین اپنشد کے تیسرے کھنڈ کا منتر ۶ یہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تسمی۔ ترتم۔ نہ دہوٗ۔ اتیت۔ دہ۔ اتی تت۔ اوپہ یہائی۔ سروجین۔ تت نہ شتشاک۔ دگہدم۔ سہ۔ تتہ۔ ایو لوزتے۔ نہ۔ اتیت۔ اشکم سدگیا تم یت اتیت یکشم۔ اتی۔

اسکا ترجمہ پنڈت درشنانند آریہ نے اسطرح کیا ہے "یہ (خدا) نے (اگنی) آگ کے سامنے ایک تنکا (تنکا) رکھ دیا۔ لیکن وہ آگ تمام طاقت سے بھی اس تنکے کو جس کے جلانے کیواسطے برہم نے کہا تھا۔ نہ جلا سکی۔

(کین اپنشد مترجمہ درشنانند طبع سوم ۱۹۲۰ء صفحہ ۲۱)

دیانندیو! دیکھو تمہاری اگنی کی ایشور نے تمام طبعی حرارت جو جلانے والی ہے۔ سلب کرلی۔ کہ وہ ایک تنکا بھی تمام طاقت سے جلا نہ سکی۔ کہا ایشور آگ کی گرمی کو جو اسکی طبعی صفت ہے۔ بدل سکتا ہے۔ یا نہیں؟ آگے ہوا کی طبعی صفت کی شیخی کرکری ہوتی دیکھ لو۔ اسی اپنشد میں اسی کھنڈ کا دسواں منتر پڑھو۔ جو یہ ہے۔

"ہوا کے اس دعوے کو سنکر کہ وہ ہوا ہر ایک چیز کو جو اس دنیا میں ہے اڑا سکتی ہے۔ برہم (خدا) نے ایک تنکا ہوا کے سامنے رکھ کر کہا اسکو اڑ یا اٹھاؤ۔ ہوا ساری طاقت سے اسکے اڑانے کے واسطے اسکے نزدیک گئی۔ لیکن بہت طاقت خرچ کرنے پر بھی اسے نہ اٹھا سکی۔ یہ دیکھ کر ہوا اسیوقت اس تنکے کے پاس سے ہٹ گئی"

(اپنشد مذکور مترجم درشنانند صفحہ ۲۳)

آریو بھائیو! اس اپنشد کا یہ تیسرا کھنڈ کہیں سے پڑھ کر دیکھو۔ اسمیں تمہارے سوامی کے اس دعوے کی۔ کہ "پرمیشور اگ کی طبعی صفات کو بدل نہیں سکتا" کاٹی سے بڑھکر تردید موجود ہے بہرحال دیانندی ایشور تو اسی طاقت کا مالک ہے جو کچھ نہ کرسکے۔ کیا ایسے ایشور کو کہ مدینہ میں دہکا کر

ویدک ایشور کی بے اختیاری

دیانندی ایشور کے کیا کہنے گائیں۔ وہ بیچارہ تو ایک معمولی اخلاق والے انسان سے بھی گیا گذرا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ماں باپ اپنے بچوں کے اور استاد اپنے شاگردوں کے اور شوہر اپنی بیوی کے اور آقا اپنے نوکر کے اور راجا اپنی پرجا کے اور حاکم اپنے محکوم کے بہت قصوروں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور حسب موقع و مصلحت ان کی اصلاح کا یہی طریق مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اسوقت ان کی خطا سے درگذر کی جاوے تو وہ سدھر جائیں گے۔ ان کی نیت کا پتہ لگا کر کہ آیا عمداً اس نے خطا کی۔ یا نادانستہ وہ چشم پوشی کرتے ہیں۔ اور اس درگذر کرنے یا معافی دینے سے کبھی انکو ظالم یا بے انصاف اور غیر منصف نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان کی تعریف ہوتی ہے۔ اسکے اس اخلاق فاضلہ کے گیت گائے جاتے ہیں۔ مگر وائے برحال دیانندی ایشور ویدک پرمیشور جس کے اخلاق ایسے گرے ہوئے ہیں۔ اور وہ اس درجہ کا خطرناک وجود ہے۔ جس سے خدا محفوظ رکھے۔ کہ وہ اپنے وفادار سے وفادار تابعدار سے تابعدار اور فرمانبردار سے فرمانبردار پتر کی کسی دانستہ یا نادانستہ قصور اور غلطی اور عمدی یا غیر عمدی گناہ اور لغزش کو معاف کرتا ہی نہیں یا کرسکتا نہیں۔ جیساکہ سوامی دیانندجی مہاراج اپنے مولفہ ایشور کی بے اختیاری کا بدیں الفاظ اقرار کرتے ہیں۔ کہ

"ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ معاف نہیں کرتا۔ اگر وہ پاپ معاف کرے تو اسکا انصاف جاتا رہے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۷ جواب سوال نمبر ۴۱ صفحہ ۲۵۰)

بھلا بتلاؤ۔ کہ ایسے پُر غضب غصہ ور ایشور کو کون قبول کرے۔ جس سے اتنی بھی توقع نہیں۔ کہ ہمارے کسی نادانستہ اور کم فہمی سے واقع شدہ قصور کو معاف تو کردیگا۔ وہ تو اسقدر چڑچڑا اور سخت گیر ہے۔ کہ کسی قصوروار کی معافی کو گناہ جانتا ہے۔ خواہ کتنی ہی آہ وزاری وہ کرے۔ آئندہ عہد واثق کرے۔ کہ میں خطا نہ کروں گا۔ اور پرمیشور صاحب کو یقین بھی ہو جائے۔ کہ واقعی اسدفعہ کی معافی دینے پر آئندہ قصور نہ کریگا۔ مگر لاچار ایشور ایسے روٹھے ہیں۔ کہ منائے منتے بھی نہیں منت سماجت کو سنتے ہی نہیں۔ بغیر سزا دیئے چھوڑتے ہی نہیں۔ ایسے کھسیانے اور بے اختیار قانون عمل میں جکڑے ہوئے ایشور کس کام کے۔ اور کس کا سر پھرا ہے۔ کہ وہ اس قادر مطلق ہستی کو جو دونوں قسم کے کامل اختیار رکھتا ہے۔ یغفر من یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر۔ یعنے معاف کرنے کی قدرت اور سزا دینے کا اختیار دونوں جس کو حاصل ہیں۔ چھوڑ کر اس بے اختیار۔ لاچار۔ اور مجبور ایشور کو قبول کرے اس سے ہر ذی عقل دور ہی رہنا پسند کرے گا۔ اور اس ہستی کی طرف دوڑے گا۔ جو اعلان دے رہا ہے۔ کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک من یشاء۔ یعنی سوائے مشرک کے جس کو چاہے۔ اللہ اسکے گناہ معاف کرسکتا ہے۔ اور جس کی رحمت عام کا یہ تقاضا ہے۔ یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ وھو غفور الرحیم۔ یعنے اے میرے بندو تم نے اپنی جان پر جو زیادتی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش سکتا ہے۔ کیونکہ اسکو قدرت اور اختیار ہے گناہوں کے بخشنے کا بھی۔

دیانندیو! مکہ اور مدینہ والے تو ایسے خدا کے ماننے والے ہیں۔ ان کے سامنے کہیں بھولے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بھی دیانتدی ریشور کو کھڑا نہ کر دینا۔ ورنہ منہ کی کھاؤ گے۔ اور سخت پچتاؤ گے۔

اوکم عقلو کیا اس ایشور کو لئے پھرتے ہو۔ جو ایک جولاہے کی حیثیت رکھتا ہے۔ (جسکا بیان انشاء اللہ اگلے نمبر میں ہوگا۔

رسالہ گوشت خوری پر ریویو

(از ڈاکٹر شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

گذشتہ سال اخبار پرکاش لاہور کے ساتھ ایک ضمیمہ شائع ہوا تھا۔ جسمیں ڈاکٹر این پی نگم صاحب نے گوشت خوری کے خلاف طبی طور پر مضمون لکھا تھا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے وہ ضمیمہ ریویو کے لئے اعلیٰ المکرم جناب ڈاکٹر شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن کو جو کہ اُن دنوں نور ہسپتال قادیان کے انچارج تھے۔ ریویو کے لئے دیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک ہفتہ کے اندر ہی اوسکا مدلل ریویو بڑی محنت سے لکھکر برائے اشاعت مجھے دیا۔ جو بوجہ لمبا ہونے کے اخبار میں شائع نہ ہو سکا۔ یہ مضمون بلحاظ اپنی نوعیت کے اس قابل ہے کہ اسکو عام دلچسپی کے لئے شائع کر دیا جائے۔ اور امسال فاروق کا حجم بھی بجائے ۸ صفحہ کے ۱۲ صفحہ کا ہے۔ اسلئے اس مضمون کو اخبار میں ہی تھوڑا تھوڑا کر کے نکالتا ہوں۔ اور اس توقف طویل کی ڈاکٹر صاحب سے معافی چاہتا ہوں۔

(ایڈیٹر)

اس عاجز نے ڈاکٹر صاحب کا رسالہ گوشت خوری کے خلاف پڑھا ہے۔ اور تو بہ سے پڑھا ہے۔ جو کچھ ڈاکٹر این پی۔ نگم صاحب نے لکھا ہے۔ میں نے اس پر غور کیا ہے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے اسبات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ صرف گوشت خوری یا زیادہ گوشت خوری سے یہ یہ نقصان ہیں۔ اسبات میں مجھ کو انکے ساتھ کامل اتفاق ہے۔ ہم کب کہتے ہیں۔ کہ انسان صرف گوشت خور ہے۔ ہمارا مذہب اسلام تو یہ حکم دیتا ہے۔ کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کھاؤ اور پیو حلال اور طیب چیزوں سے۔ مگر اسراف نہ کرو۔ یعنے گوشت اور سبزی سب کچھ کھاؤ۔ مگر صرف ایک میں زیادتی نہ کرو۔ اسلام تو ہمکو نہ صرف گوشت کھانے کا حکم دیتا ہے اور نہ صرف سبزی کھانے کا۔ بلکہ ایک مخلوط غذا کھانے کا حکم دیتا ہے جسکو انگریزی میں mixed diet کہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ گوشت میں درحقیقت کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک قسم کا منشی مادہ ہوتا ہے۔ جو کہ شراب کی طرح ایک محرک Stimulent کا کام کرتا ہے۔ اور اسکے بعد ہمیشہ سستی depression پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں وہ شیر کی مثال دیتے ہیں۔ کہ شیر چونکہ گوشت کھاتا ہے۔ اسلئے سارا دن سست پڑا رہتا ہے۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ شیر کے سارا دن سست پڑا رہنے کی وجہ گوشت خوری نہیں۔ بلکہ خون ہے جو کہ شیر پیتا ہے۔ اور تساہل اور سستی پیدا کرنیوالے سمیات خون میں موجود ہوتے ہیں۔ نہ کہ گوشت میں۔ جن کا دماغ پر خراب اثر پڑتا ہے۔ جس کے سبب سے شیر سارا دن سست پڑا رہتا ہے۔ واضح ہو کہ خون پینا ہمارے مذہب میں حرام ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ہر ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت میں خون کے فضلات اور قسم قسم کے یورک۔ ایسڈ وغیرہ موجود ہوتے ہیں" مگر یہ بات ذرا تشریح طلب ہے۔ گوشت میں یہ فضلات اُس صورت میں رہ سکتے ہیں۔ جبکہ جانور کو حلال نہ کیا جائے۔ یا مثلاً جھٹکا کیا جائے لیکن اگر اس شرعی طریق کے مطابق حلال کیا جائے۔ اور خون سارا نکل جائے۔ تو پھر یہ تمام فضلات خون کے رستہ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ اور ان فضلات سے گوشت بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

بیف ٹی (Beef tea) کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ اسمیں ایک قسم کا نشہ ہوتا ہے۔ اور اسکے علاوہ بیف یعنی گائے کا گوشت استعمال کرنے سے بہت ہی جلدی امراض پیدا ہوتی ہیں" اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ ہم بیف کو بھیڑ یا بکری کے گوشت پر ترجیح نہیں دیتے۔ اور واقعی اسکا زیادہ استعمال اچھا نہیں۔ بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ کسی حیوانی غذا کا زیادہ استعمال اچھا نہیں ہاں اعتدال کے ساتھ اسکو استعمال کرنے کے خلاف نہیں ہوں۔

ڈاکٹر صاحب یورپ کے لوگوں میں پاگل پن زیادہ ہونے کی وجہ بڑے گوشت کا استعمال بتاتے ہیں۔ پاگل پن کے بہت سے وجوہات ہیں۔ جن میں سے میرے نزدیک بڑی وجہ شراب خوری ہے۔ جس کو ڈاکٹر صاحب نے نظر انداز کر دیا ہے۔

انتڑیوں کے پھوڑا۔ اپنڈی سائٹیس Appendicitis کی بڑی وجہ ڈاکٹر صاحب موصوف گوشت خوری قرار دیتے ہیں۔ اس مرض کے اسباب Etiology کے متعلق ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک بحث طلب بات کو پبلک کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ جن کو امراض کے وجوہات کے متعلق جو تھیوریز ہیں۔ انکا علم نہیں ہوتا۔ اس مرض کے وجوہات مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) دانتوں کا خراب ہونا۔ اور اس کیوجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے pyorrhoea اور مُنہ کی oral sepsis گندگی وغیرہ۔
(۲) غذا کا اچھی طرح سے نہ چبانا جس سے معدہ اور امعا کی خراش ہو جاتی ہے۔
(۳) دائمی قبض کا رہنا۔
(۴) غلّہ جو غیر ممالک سے آتا ہے۔ اس میں باریک ذرّات کا ہونا۔ اور انیمل کے برتنوں سے باریک ذرات کا کھانے میں مل جانا۔
(۵) گوشت کا زیادہ استعمال۔ مگر یاد رہے کہ اس مرض کی وجہ تازہ گوشت کا استعمال نہیں بلکہ اس گوشت کا استعمال ہے۔ جو غیر ممالک سے ڈبوں میں بند ہو کر آتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جو گوشت سردی سے جمایا گیا ہو اور ڈبوں میں ایک عرصہ تک بند رہے۔ وہ انتڑیوں میں جاکر جلدی سڑنے لگ جاتا ہے۔ اور اس طرح وہاں تعفن پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تائید میں یہ امر ہے۔ کہ جو قومیں تازہ مچھلی اور سبزی پر گزارہ کرتی ہیں۔ ان میں یہ مرض بہت کم ہے۔

Ulcer of stomach & Cancer السر آف سٹامک اور کینسر یعنے معدہ کے سرطان کے متعلق ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ ان کی وجہ گوشت خوری ہے۔ معلوم نہیں ڈاکٹر صاحب موصوف نے کس طب کی کتاب میں یہ پڑھا ہے۔ معدے کا سرطان عموماً پرانی بدہضمی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اور پرانی بدہضمی chronic gestin کی بڑی وجہ یورپ کے لوگوں میں زیادہ شراب کا استعمال ہے۔ اسکا گوشت خوری سے کوئی تعلق نہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ کہ گوشت خوری تپ دق کا خاص سبب ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ جو شخص تپ دق والے جانور کا گوشت کھائیگا۔ اسکو تپ دق ہو جائیگا۔ ہم کب کہتے ہیں۔ کہ بغیر سوچے سمجھے اور بغیر ڈاکٹری معائنہ کے جانور کو حلال کر لیا جائے۔

ہماری شریعت میں بیمار جانور کو حلال کرنا منع ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ گوشت خوری سے تپ دق ہو جاتا ہے۔ جہالت ہے ہاں یوں کہو۔ کہ تپ دق کے بیمار جانور کا گوشت کھانے سے تپ دق ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی ڈاکٹر کہدے۔ کہ چونکہ سبزی اور پھل کھانے سے ہیضہ پیچش اسہال اور تپ محرکہ (اسہالی) typhoid ہو جاتے ہیں۔ اسلئے سبزی اور پھل کھانا چھوڑ دینا چاہیئے۔

کیا ڈاکٹر نگم صاحب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کہ سبزی اور پھل کھانے سے یہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ ان چیزوں کا استعمال چھوڑ دینگے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک سبزی نہیں۔ بلکہ وہ سبزی جس کو گندے پانی سے دھویا جائیگا۔ یا جو پھل گلے اور سڑے ہوئے ہونگے۔ ان میں ان امراض کے جراثیم موجود ہونگے۔ اور وہ بیماری پیدا کر دینگے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ سبزی کا استعمال ہی چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اسکے خریدنے میں حواس خمسہ کو استعمال کیا جائے۔ اور صاف اور ستھری چیز کھائی جائے۔ اسی طرح اگر جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اسکا باقاعدہ معائنہ کیا جائے۔ تو اس سے مرض تپ دق نہیں ہوگا۔

اگر ڈاکٹر صاحب یہ عذر پیش کریں۔ کہ کس طرح معلوم کیا جائے۔ کہ فلاں جانور کو تپ دق نہیں ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ جانور بالکل تندرست معلوم ہوتا ہے۔ اور حلال کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکو تپ دق تھا۔ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ آجکل میڈیکل سائنس کی ترقی سے کئی ایسے Tuberculin test ذرائع نکل آئے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ جانور بیمار ہے یا نہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کو یہ طریق امتحان مشکل معلوم ہو تو پھر ہم حفظ ماتقدم کے اصولوں کو استعمال کریں گے۔ یعنے صرف اون جانوروں کو حلال کیا جائے۔ جو کہ زیادہ کھلی ہوا میں رہتے ہوں۔ اور ان کے شڈ Shed میں صفائی اور ہوا Ventilation کا کافی انتظام ہو۔ اور وہ زیادہ تر چراگاہوں میں رہیں۔ اگر یہ معلوم کرنا مشکل ہے۔ کہ فلاں جانور کو تپ دق ہے یا نہیں۔ تو اسبات کا پتہ لگانا بھی ایسا ہی مشکل ہے۔ کہ فلاں سبزی یا فلاں پھل آیا جراثیم سے پاک ہے یا نہیں۔

پروفیسر چنڈلن Chittenden کے تجربوں کا ذکر ڈاکٹر صاحب کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کہ پروفیسر موصوف نے ۷ آدمی انتخاب کئے۔ جو دماغی کام کرتے تھے۔ اور ان سب کی گوشت کی حسب معمول کی نصف خوراک کر دی۔ ۶ ماہ کے بعد ان کا معائنہ کیا گیا۔ تو ان کا جسمانی وزن بالکل نہ گھٹا۔ اور دماغی طاقت زیادہ ہو گئی۔ اس سے بلا گوشت غذا کی فوقیت ثابت ہو گئی"

حیرانی کی بات ہے۔ کہ تجربہ تو یہ بتا رہا ہے کہ گوشت کی مقدار کم کی گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ اس سے بلا گوشت غذا کی فوقیت ثابت ہوئی۔ یوں کہو۔ کہ اس سے گوشت کا زیادہ استعمال مضر ثابت ہوا۔ اور اعتدال کے ساتھ گوشت کا استعمال کرنے سے جسمانی وزن نہیں گھٹتا۔ اور دماغی طاقت بڑھتی ہے۔ اس پر ہم کو بالکل کوئی اعتراض نہیں۔ کہ مخلوط غذا کھانا صرف گوشت یا زیادہ گوشت کے استعمال سے بدرجہا بہتر ہے۔ قرآن کریم ہم کو ان افراط سے منع کرتا ہے۔

پروفیسر صاحب موصوف کے دیگر تجربات جو ڈاکٹر نگم صاحب نے لکھے ہیں۔ ان سب سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ گوشت کا زیادہ استعمال اچھا نہیں۔ اور امریکہ کے لوگ جتنا گوشت آجکل کھاتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے نصف گوشت اگر ان کو دیا جائے۔ تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ جسمانی اور دماغی صحت درست رہتی ہے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ گوشت کا اعتدال کے ساتھ استعمال کوئی نقصان نہیں دیتا۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ بلا گوشت غذا زیادہ مقوی اور مفید صحت ہے۔ انشاء اللہ مضمون کے آخری حصہ میں پروفیسر چنڈن صاحب کے ان تجربات کی قلعی کھولی جائیگی۔

ڈاکٹر اردنگ فشر صاحب کے تجربات سے یہ نتیجہ انہوں نے نکالا ہے۔ کہ گوشت خور لوگ زیادہ کام نہیں کر سکتے۔ اور بلا گوشت غذا کھانیوالے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی مزید واقفیت کے لئے میں اس پر ذرا اور روشنی ڈالتا ہوں۔ صحت کے مختلف درجے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ صحت اور طاقت دونوں صرف سبزی کھانے سے بھی قائم رہ سکتی ہیں۔ مگر اس پر مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سبزی خور لوگوں میں شجاعت energy نہیں ہوتی۔ یہ دماغ اور اعصاب کا خاصہ ہے۔ اور طاقت عضلات کی خاصیت ہے۔ عضلات کو اجزائے نشاستہ اور چربی سے غذا ملتی ہے۔ مگر دماغ اور اعصاب کو نائی ٹروجن کی ضرورت ہے۔ جو کہ اجزائے بیضہ (protein) غذا سے حاصل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ہاٹن Haughton صاحب نے طاقت اور شجاعت کو جو کہ نباتاتی اور حیوانی غذا سے ملتی ہے۔ اس مثال سے خوب واضح کیا ہے۔ ہرن بے شک کھلے میدان میں چیتا سے آگے نکل جائیگا۔ جہاں کہ اس کو دیر تک آہستہ آہستہ چلنا پڑے۔ کیونکہ اسکے عضلات کو نباتاتی غذا دیر تک خوراک پہنچا سکتی ہے۔ مگر اگر ہرن کو چیتا نزدیک سے اچانک دبوچنے کی کوشش کرے۔ تو پھر یقیناً ہرن قابو میں آجائیگا۔ کیونکہ حیوانی غذا سے خون میں ایک ایسی طاقت جمع رہتی ہے۔ جو کہ ایک لمحہ میں عضلات کو پہنچایا جاتی ہے۔ اور اس سے عضلات بڑی سرعت سے کام کر سکتے ہیں۔ اس مثال سے بھی مخلوط غذا کی خوبی ظاہر ہوتی ہے۔ تاکہ عضلات کے لئے طاقت جو نباتاتی غذا سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اعصاب اور دماغ کے لئے شجاعت جو کہ حیوانی غذا سے ملے گی۔ دونوں انسان میں جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ جمع ہو جائیں۔ اور موقع اور محل کے مطابق انسان ان کو استعمال کر سکے:۔

دیگر انہوں نے پروفیسر وان نارڈن ڈاکٹر لوئی۔ و پروفیسر کومب وغیرہ کے تجربات کا ذکر کیا ہے۔ ان سب تجربوں میں صرف ایک پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یعنی طاقت جو کہ عضلات کا خاصہ ہے۔ اور ان میں شجاعت کو جو کہ دماغ اور اعصاب کی خاصیت ہے۔ نظر انداز کیا گیا ہے۔ اسلئے ان سب تجربوں سے ہم غذا کے متعلق کوئی صحیح استدلال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انسان کو دونوں طاقتوں کی ضرورت ہے۔ پھر انہوں نے انگلینڈ اور آئرلینڈ کے لوگوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ان میں سے اول الذکر لوگ خوب گوشت کھاتے ہیں۔ اور آخر الذکر صرف آلو اور جو پر گزارہ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ آئرلینڈ کے لوگ انگلینڈ کے لوگوں کے مقابل میں وزن اور قد و قامت میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اسمیں کس کو شک ہے۔ کہ سبزی خور لوگوں کے جسم میں چربی زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کے پیٹ بہت بڑے ہوتے ہیں۔ ان کا وزن تو خواہ نخواہ زیادہ ہو جائیگا۔ اس طرح چربی کے انبار جسم پر چڑھا کر وزن زیادہ کر لینا کونسی فخر کی بات ہے۔

پھر انہوں نے ڈاکٹر ڈیٹین Deighton اور ڈاکٹر جارج ایلن کا مقابلہ کیا ہے۔ ان دونوں نے ایک ۱۲ میل کا سفر پیدل کیا تھا ان میں سے ڈاکٹر ڈیٹین نے جو کہ گوشت خور تھے اس سفر کو ۲۴ دن میں طے کیا ہے۔ اور ڈاکٹر جارج ایلن نے جو کہ سبزی خور تھے۔ اس کو ۱۶ دن میں طے کیا۔ اس سے ظاہر ہوا۔ کہ سبزی خور گوشت خور سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کا جواب میں پہلے ڈاکٹر ہاٹن کی ہرن اور چیتے والی مثال میں دے چکا ہوں۔ کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سبزی خوروں کے عضلات میں طاقت کافی ہوتی ہے۔ جو کہ ایک لمبے سفر میں کام آسکتی ہے۔ مگر ان کے اعصاب میں طاقت نہیں ہوتی۔ جو کہ فوری ضرورت کے وقت کام آئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی ہادیان دین اور رشی اور مہاتما گذرے ہیں۔ سب سبزی خور تھے۔ یہ ایک زٹل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سب پیغمبر اور نبی گوشت خور تھے۔ مثلاً حضرت موسےٰ علیہ السلام جو کہ چالیس برس تک سلوا کا گوشت کھاتے رہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ساری عمر گوشت کھاتے رہے۔ چنانچہ صلیب پر سے اترنے کے بعد بھی گوشت ہی طلب کیا۔ ہمارے پیارے سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ساری عمر گوشت استعمال کیا۔ اور اپنے تابعین کو اس کے کھانے کا ارشاد فرمایا۔ مہاراج کرشن علیہ السلام بھی گوشت خوری کے خلاف نہ تھے۔ بلکہ اسکے حامی تھے۔ مہاراج بدھ مہاتما بھی گوشت خوری کے خلاف نہ تھے۔ منو مہاراج کے دہرم شاستر کے پانچویں ادھیائے شلوک ۳۶ میں گوشت خوری کے متعلق جو ارشاد ہے۔ اسکا ترجمہ یہ ہے۔

"جو حیوان منتر پڑھ کے شاستر کے حکم کے موافق ذبح کیا جائے۔ اسکو یہ من ہمیشہ کھائے۔ اور جو بغیر منتر کے مارا جائے اسے کبھی نہ کھائے"

پھر ڈاکٹر نگم صاحب سادہ اور بلا گوشت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غذا کے فوائد کی تائید میں مسٹر گاندھی صاحب کی مثال دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اگر بھول گیا ہو۔ تو میں یاد دلا دوں۔ کہ انھوں نے فرمایا تھا۔ کہ Appendicitis یعنے انتڑیوں کی سوزش کا سبب صرف گوشت خوری ہے۔ میں خوش ہوں۔ کہ مسٹر گاندھی جیسے سخت گوشت سے متنفر اور سبزی خور انسان کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ نے وہی انتڑیوں کا پھوڑا یعنے Appendicitis کر کے دنیا کو بتا دیا۔ کہ اس کیوجہ گوشت خوری نہیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ڈاکٹر نگم صاحب نے یہ رسالہ مسٹر گاندھی صاحب کے حال کی علالت سے پہلے لکھا ہوگا۔ ورنہ وہ ہرگز اسبات کے لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ اب انکو چاہیئے۔ کہ اپنے رسالہ کے صفحات سے یہ فقرہ مٹا دیں۔ کہ اپن دی سائیٹس کی بڑی وجہ گوشت خوری ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گوشت میں Vitamines نہیں ہوتے اسلئے جلدی سڑنے لگ جاتا ہے۔ یہ محض ان کی لاعلمی اور طب کی جدید معلومات سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ گوشت میں یقیناً Vitamines ہوتے ہیں۔ مگر تازہ گوشت میں۔ ہاں جو گوشت ڈبوں میں بند ہو کر آئے اسمیں بے شک نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر ٹرومین کا بیان ہے۔ کہ گوشت دوم درجہ کی غذا ہے کیونکہ گوشت زیادہ تر سبزی خور جانوروں کا استعمال کیا جاتا ہے اس لئے سبزی اول درجہ کی غذا ہے۔ جس سے جانور اپنا گوشت بناتے ہیں۔"

میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ دلیل اس بات کی دیجاتی۔ کہ گوشت چونکہ سبزی سے بنتا ہے۔ اس لئے یہ دوم درجہ کی غذا ہے۔ تو پھر آپ یہ بتائیں کہ دودھ جو کہ سبزی خور جانوروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ بھی سبزی سے بنتا ہے۔ اس کو آپ کس درجہ کی غذا کہیں گے۔ دوم درجہ یا سوم درجہ کی آپ کے طریق استدلال سے اسکو یقیناً دوم درجہ میں رکھنا پڑے گا۔ مگر یہ بات سب ماہران علم الاغذیہ مانتے ہیں۔ کہ دودھ ایک نہایت ہی مکمل غذا ہے۔ اس لحاظ سے اس کو اوّل درجہ میں رکھنا چاہیئے۔ صانع حقیقی نے بچہ کی خوراک ایک سال تک ماں کا دودھ ہی تجویز کیا ہے۔ اور مریضوں کے لئے بھی دودھ ہی ایک ایسی غذا ہے۔ جو کہ ۹۰ فیصدی امراض میں دیا جاتا ہے۔ اسلئے اس کے کامل غذا ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ یہ طریق استدلال صحیح نہیں ہے۔ کہ چونکہ سبزی سے گوشت بنتا ہے اسلئے گوشت دوم درجہ کی غذا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ سبزی کو اول درجہ کی غذا کہنے کا آپکو کوئی حق نہیں۔ کیونکہ سبزی سے گوشت نہیں بنتا۔ بلکہ خون سے بنتا ہے۔ کیونکہ غذا سے خون پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے خون کو اول درجہ کی غذا کہنا چاہیئے آپ مانتے ہیں۔ کہ خون ایک سخت مضر صحت غذا ہے۔ مگر اسی خون سے ہی گوشت اور دودھ وغیرہ بنتا ہے۔ جس کو ہم استعمال کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر مان بھی لیا جائے۔ کہ سبزی اول درجہ کی غذا ہے۔ تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ہم سبزی خوری کے خلاف نہیں ہیں ہم تو اول اور دوم دونوں درجوں کی غذا کھاتے ہیں۔ کسی ایک درجہ کے محتاج نہیں۔

پھر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ گوشت سبزی کا فضلہ ہے۔ اور ان کا خیال ہے۔ کہ سبزی کے اعلیٰ اعلیٰ اجزا خون چربی اور طاقت بنتی ہے۔ اور جو حصہ بچتا ہے۔ ان کا گوشت بنتا ہے۔ آپ خون کو سبزی کا اعلیٰ جزو قرار دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کو گوشت پر فوقیت ہے۔ کیونکہ آپ گوشت کو فضلہ قرار دیتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ آپ لوگ سبزی کے ست یعنی خون اور چربی کو استعمال کر لیا کریں۔ اور فضلہ کو ہمارے لئے چھوڑ دیں اگر آپ لوگ خون کو بطور غذا کے استعمال کرنے کو تیار ہوں۔ تو ہم آپ کو بہم پہنچا دیا کرینگے۔ پھر ان کا بیان ہے۔ کہ سبزی کے ست سے طاقت بنتی ہے۔ معلوم نہیں وہ طاقت کا کونسا وجود یا کوئی مادی شے خیال کرتے ہیں۔ یہ تو عضلات کی خاصیت ہے۔ جو کہ کام کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ طاقت کو وہ سبزی کا ست تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ گوشت (یعنے سبزی کے فضلہ) کا ہی کرشمہ ہے۔

حیرانی کی بات ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے دودھ کو کوئی مقام عطا نہیں کیا۔ آیا وہ سبزی کے اعلیٰ اجزاء سے بنتا ہے۔ یا فضلات سے۔ اگر اول درجہ میں رکھا جائے۔ تو پھر ہم کو گوشت بھی اسی درجہ میں رکھنا ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں خون سے بنتے ہیں۔ اگر یہ بھی گوشت کی طرح فضلہ ہی ہے۔ تو پھر اسکا استعمال بھی ترک کر دینا چاہیئے۔

پھر وہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ غذا میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ مختلف چیزیں از قسم پروٹیڈ۔ ٹارچ نمک وغیرہ میں زیادتی نہ ہو۔ ورنہ صحت کو نقصان پہنچیگا۔

ہم اس بات میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے بالکل متفق ہیں۔ بلکہ ہمیں خوشی ہے کہ وہی بات جس کو ڈاکٹر ٹرومین صاحب نے آج بڑی کوششوں اور تجربات کرنے کے بعد ثابت کیا ہے۔ اس کو ہمارے سید و مرشد جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو یہی تعلیم دی تھی۔ کہ

کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ یعنی سبزی اور گوشت سب کچھ کھاؤ۔ مگر اسراف نہ کرو۔ (باقی در)

اطلاع خریداران میں سے جس کا پتہ غلط ہو وہ جلد اطلاع دیدیں۔ تاکہ صحیح پتہ چھپوائی جائے (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگلی گنج کے مہدی

(از مولوی کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

ناظرین ایک صاحب مرزا محمد مہدی شیعہ محلہ جنگلی گنج لکھنؤ کے رہنے والے اس شوق میں مبتلا ہوئے ہیں۔ اور شہر میں آٹھ ورقہ رسالہ تقسیم کیا ہے۔ جس کا نام اہل اسلام کو ایلٹیمیٹم (رکھا ہے) اوسمیں لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید انجیل کی اتباع کا حکم مسلمانوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں نور ہدایت ہے۔ اور انجیل کے منسوخ ہونیکا قرآن میں پتہ نہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ چاروں انجیلیں حضرت مسیحؑ کی نہیں۔ حضرت مسیح کی صرف وہ انجیل ہے۔ جس کو مشاہدات یوحنا لکھتے ہیں۔ جس کی قرآن تصدیق کرتا ہے۔ اور یہی سچی انجیل حضرت مسیح کی ہے۔ اور یہی مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہے۔ وغیرہ۔

اس امر کی تبلیغ کے لئے مرزا مہدی صاحب نے اہل سنت کی مسجد میں کئی جلسہ منعقد کئے۔ اور مولویوں سے بات کی۔ یہاں تک کہ سید جالب صاحب ایڈیٹر اخبار ہمدم بھی اس مجلس میں شریک ہوئے۔ اس عاجز کی بھی شرکت ہوئی۔ انجیل کبیر تقسیم کیگئی۔

اب اس اخبار شہرۂ آفاق فاروق کے ذریعہ جواب ایلٹیمٹم مرزا محمد مہدی صاحب ہدیہ ناظرین ہے۔ شاید مرزا محمد مہدی صاحب اس احقر کی تحریر کو پسند فرما کر مشاہدات یوحنا سے پرہیز کریں۔

مرزا محمد مہدی صاحب کا اوّل استدلال اتباع انجیل کے لئے۔ یہ ہے۔

والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

کبیر احمدی قولوا منا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم الآیۃ۔ تم کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوب اور اس کی اولاد پر۔ اور جو دیا گیا موسےٰؑ و عیسےٰؑ کو اور جو دیا گیا نبیوں کو اور یہ کہ ابھی آخری وحی مسیح موعود علیہ السلام تک ایمان رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وبالاخرۃ۔ یہ سب کچھ صحیح مگر آپ غور فرمادیں۔ کہ ان آیات میں اتباع مشاہدات یوحنا کا کہاں ذکر ہے۔ جس کو کہ آپ مسیح کی انجیل کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ قرآن مشاہدات یوحنا کی اتباع پر راضی نہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

اس آیت کا صاف مطلب ہے۔ کہ جو دین حق اور وصول اللہ کا راستہ آدم کے وقت سے موافق استعداد اہل زمانہ یا کسی مصلحت سے تعلیم ہوتا رہا۔ آج اس کی تکمیل ہوگئی۔ اب کسی طرح کی تغیر و تبدل کی حاجت نہ رہی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دین کی نعمت کو پورا کر کے اپنی نعمت اور احسان کو اس انسان پر پورا کر دیا۔ وہ دین حق اسلام ہے۔ فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام حق دین ہے پھر تاکیداً فرمایا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ الخ۔

جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کرے۔ سو ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ اب جو کوئی مشاہدات یوحنا کی اتباع کے لئے مسلمانوں کو ایلٹیمیٹم دے۔ گویا خدا سے جنگ کرتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فلن یقبل منہ فرما کر باقی ادیان کو غیر مقبول قرار دیا۔ اور اس کی طرف توجہ کو منع فرمایا۔ تو پھر اتباع انجیل کی کیسی۔ اسموقعہ پر کیا خوب فرمایا۔ امام آخر الزمان مسیح موعود علیہ السلام نے ؎

ہر طرف فکر کو دوڑایا کے تھکایا ہمنے
کوئی دین۔ دیں محمدؐ سا نہ پایا ہمنے
پس مبارک وہ جو احمدؑ کی تعلیم کو قبول کرے۔
کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ نہیں۔ فتدبر

مرزا محمد مہدی صاحب جنگلی گنج لکھنؤ سے تو وہ محقق عیسائی اچھا رہا۔ کہ جو کہتا ہے کہ مشاہدات یوحنا تمام کلیسیا پر وسلم واجب التعلیم نہیں جانتے تھے۔ اور ڈیوڈ میئے شش کہتا ہے۔ کہ بعض نے ہم سے پیشتر مشاہدات کو علیحدہ کر دیا۔ اور اس کے رد میں کوشش کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ سب بے معنی اور بے عقلی اور بڑا بھاری جہالت کا حجاب ہے۔ اور یوحنا کی طرف اس کی نسبت جھوٹ ہے۔ اوسکا مصنف نہ کوئی حواری ہے۔ اور نہ پاک آدمی الخ (تاریخ یوسی بیس باب ۲۵)

پھر معتبر اکابر مسیحی عالموں نے اس انجیل سے بالکل انکار کیا ہے۔ چنانچہ اسٹاؤلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ انجیل یوحنا کی یقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے۔

موجودہ اناجیل قرآنی مصدقہ انجیل نہیں اب رہا آپ کا یہ اغماض کہ قرآن شریف مصدقا لما معھم فرما کر انجیل کی تصدیق کرتا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے۔ کہ مصدقا لما معھم اور معکم چار جگہ آیا ہے۔ تین جگہ پہلے پارہ میں۔ اور ایک جگہ پانچویں پارہ میں ان چاروں مقام پر خاص یہود مخاطب ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور توریت کی تصدیق مراد ہے۔ الغرض فقرہ مذکور کو انجیل کی تصدیق سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس تخصیص سے قطع نظر کریں تو بھی ممکن نہیں ہے۔ کہ اس فقرہ سے تمام انجیل مروجہ کی تصدیق سمجھی جائے۔ کیونکہ قرآن مجید متی مرقس وغیرہما کی تحریر کو انجیل کہتا ہی نہیں۔ وہ انجیل صرف اوسی کو کہتا ہے جو حضرت مسیح کو الہام کی گئی۔ اس تقدیر پر تصدیق صرف اُسقدر کی ہو سکتی ہے۔ جسقدر تعلیم انہیں حضرت مسیحؑ کی زبان سے بیان ہوئی۔ اور کتب مروجہ اہل کتاب میں مندرج ہے۔ کیونکہ وہ تعلیم اگرچہ کسی جداگانہ کتاب میں مستقل طور پر نہیں پائی جاتی۔ مگر جا بجا متفرق طور پر اون کی کتابوں میں موجود ہے۔ پس اسوجہ سے اُس کلام کا اونکے پاس ہونا صحیح ہے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ جس کلام کی تصدیق قرآن شریف کرتا ہے۔ اوسمیں دو وصف ہونا چاہئیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیحؑ کو الہام کیا گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ اونکے پاس ہو۔ اور یہ دونوں وصف صرف اوسی کلام میں پائے جاتے ہیں۔ جو حضرت مسیحؑ نے باالہام الٰہی بیان فرمایا۔ اور کتب مروجہ اہل کتاب میں مندرج ہے۔ اور ان کتابوں میں جو حواری کا کلام ہے۔ اُس کی تصدیق ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ اگر قرآن شریف تحریر متی و مرقس وغیرہ کی تصدیق کرتا۔ تو انجیل کو انہیں کی طرف منسوب کرتا۔ مگر اسکا تو کسی مقام پر اشارہ بھی نہیں ہے۔ پھر کیونکر کوئی سمجھ دار شخص انجیل مروجہ کی تصدیق قرآن شریف سے نکال سکتا ہے۔ پھر بھی مرزا محمد مہدی صاحب کا یہ کہنا کہ یوحنا کی انجیل کے آخر اوراق مکاشفہ کی تصدیق قرآن مجید کرتا ہے۔ امام غائب کی سی بحث

اب جب یہی بات ہے۔ تو اتباع انجیل کی کیسی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔

لوکان موسیٰؑ و عیسیٰؑ حیین لما وسعھما الا اتباعی (حدیث نبوی)

کہ اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے۔ تو بجز ہماری (محمد احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کے انکو چارہ نہ ہوتا۔ (باقی آیندہ)

مسیحی صاحبان سے ایکہزار ایک سوال حل طلب

سوال نمبر ۲ حاشیہ پر لکھا گیا ہے۔

سوال نمبر ۳۵

بلکہ لوقا تو دوسرے لکھنے والوں یعنی متی مرقس اور یوحنا کو بھی ایک وقائع نویس اور مورخ قرار دیتا ہے۔ نہ کہ ملہم من اللہ۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ ایک لوقا جیسے شخص کے قول کے خلاف ان سب کو اپنی کتابوں کے لکھنے میں ملہم ربانی تسلیم کر لیا جائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۳۶

ایسا ہی یوحنا نے بھی کوئی ایسا ذکر ظاہر نہیں فرمایا۔ جس سے ثابت ہو۔ کہ وہ کوئی الہامی کتاب یا انجیل لکھ رہے ہیں۔ پس کیا سبب ہے۔ کہ ہم خود ہی ان کی کتاب کو الہامی یا انجیل اپنے قیاس سے قبول کر لیویں۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۳۷

متی کی انجیل کے ابتدا میں یسوع مسیح کا نسب نامہ لکھا ہے۔ ایسا ہی بعض اور اناجیل کے ابتدا میں بھی لکھا ہے۔ اگر یسوع مسیح فی الحقیقت خدا تھا۔ تو خدا کا تو کوئی نسب نامہ نہیں ہوا کرتا۔ پھر کیا سبب ہے۔ کہ یسوع مسیح کا نسب نامہ لکھا گیا۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۳۸

متی کی انجیل کے دوسرے باب کی پندرھویں آیت میں لکھا ہے۔ کہ "یسوع ہیرودیس کے مرنے تک ملک مصر میں رہا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو۔ کہ میں نے اپنے کو مصر سے بلایا"۔ متی نے نام نہیں لیا۔ کہ یہ کس نبی کی طرف اشارہ ہے۔ پادری صاحبان کا خیال ہے۔ کہ اس سے مراد ہوسیعؑ نبی ہے۔ جس نے اپنی کتاب کے ۱۱ باب کی ایک آیت میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ لیکن جب ہم ہوسیع کی کتاب کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو اس میں کوئی ذکر یسوع مسیح کا نہیں۔ بلکہ وہاں قوم اسرائیل کا ذکر ہے۔ اور قوم اسرائیل کو توریت میں خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اور وہ قوم ملک مصر میں تھی۔ خدا تعالیٰ کا زبردست وہاں سے اوسے نکال لایا۔ عبارت کا سیاق سب بنی اسرائیل کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت یوں ہے۔

"جب اسرائیل لڑکا تھا۔ میں نے اسکو عزیز رکھا۔ اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا جب جب اُنہوں نے ان کو بلایا۔ تب تب وے انکے سامنے سے چلے گئے۔ انہوں نے بعلیم کے آگے قربانیاں گذرانیں"۔

اس آیت سے ہرگز کوئی اشارہ ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ اسمیں کوئی ذکر یسوع مسیح کا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ متی نے ایسا کیا۔ اور اگر متی کا مطلب ہو مسیح نبی نہیں کوئی اور نبی ہے۔ تو بھی مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۳۹

ایسا ہی متی نے اپنی انجیل کے باب دوم

سوال نمبر ۳۴ - اور تا نے اپنی انجیل کے شروع میں اور ظاہر فرمایا ہے۔ کہ میں ہی کہتا ہوں کہ ایک فوق العادت ہستی کے وجود کا ثبوت ہے۔ کہ ہم اس کو الٰہ کہہ سکیں۔ پس کیونکر اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیات سولہ و سترہ میں لکھا ہے۔

"جب ہیرودیس نے دیکھا۔ کہ اس نے مجوسیوں سے فریب کھایا تھا۔ تو نہایت غصہ ہوا۔ اور لوگوں کو بھیجکر بیت اللحم اور اس ساری سرحدوں کے سب لڑکوں کو جو دو برس کے اور اس سے چھوٹے تھے۔ اسوقت کے موافق کہ اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی۔ قتل کروایا۔ تب وہ جو یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہوا۔ کہ رامہ میں ایک آواز سننے میں آئی ہے۔ نالہ اور رونے اور بڑے ماتم کی کہ راخل اپنے لڑکوں پر روتی اور تسلی نہیں چاہتی۔ اسلئے کہ وے نہیں ہیں"

کہا جاتا ہے۔ کہ یہ الفاظ یرمیاہ نبی کی کتاب کے ۳۱ باب کی ۱۵ اور ۱۶ آیت میں ہیں۔ لیکن جب کہ ہم اصل کتاب یرمیاہ کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ تو طرز عبارت اور سیاق و سباق سے ہرگز یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ یہ یرمیاہ کی پیشگوئی زمانہ یسوع کے متعلق اور چھوٹے بچوں کے قتل کئے جانے کی بابت ہے۔ یا ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ صاف الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل کے ایسے افراد کے متعلق وہ پیشگوئی ہے۔ جو کسی جنگ پر گئے ہوئے ہیں۔ اور جن کے واپس آنے کی بھی امید ہے۔ چنانچہ یرمیاہ کہتا ہے۔

"خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ اپنی زاری کی آواز کو روک۔ اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے باز رکھ کہ تیری محنت کے لئے اجر ہے۔ خداوند کہتا ہے۔ کہ وے دشمنوں کی زمین سے **پھر آوینگے**۔ اور تیری عاقبت کی امید ہے۔ خداوند کہتا ہے۔ کہ تیرے لڑکے اپنی سرحدیں پھر داخل ہونگے" ان آیات میں صاف لفظوں میں ایسے لڑکوں کے متعلق پیشگوئی ہے جو فیلڈ میں ہیں۔ اور ان کی واپسی کی امید ہے۔ نہ کہ چھوٹے بچوں کے قتل کئے جانیکا ذکر ہے۔ جن کی واپسی کی کبھی امید نہیں ہو سکتی پس کیونکر یرمیاہ کی پیشگوئی ان بچوں کے متعلق ہو سکتی ہے۔ جو زمانہ بچپن یسوع میں ہیرودیس نے قتل کروائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں

فتوی احمدیہ

سوال نمبر ۵ کیا خنزیر اور کتے کا چمڑا اگر ولایت سے رنگا ہوا آوے۔ تو اس کی جوتی اور مصلی بنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

جواب نمبر ۵ خنزیر اور کتے کا چمڑا اگر رنگا ہوا ہو۔ تو اسکا مصلے بنانا جائز نہیں ہے۔ ہاں جوتی وزین وغیرہ بنائی جا سکتی ہے۔

(المفتی محمد سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۶ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ایک کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ دوسری بیوی کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ وہ آدمی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے ایک لڑکے نے اپنی جائداد پیدا کی۔ اب وہ لڑکا بھی فوت ہو گیا۔ اس لڑکے کا سگا بھائی کہتا ہے۔ کہ اس جائداد کا میں وارث ہونگا۔ اور دوسری بیوی کی اولاد کہتی ہے۔ کہ ہمکو ہی حصہ پہنچتا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرماویں

ج نمبر ۶ اس لڑکا کا حقیقی بھائی جو ماں باپ کی طرف سے ہے۔ وہی وارث ہوگا۔ اگر متوفی کی کوئی اولاد نہیں۔

(المفتی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل)

س نمبر ۷ خرگوش کا گوشت حلال ہے یا نہیں۔

ج نمبر ۷ حلال طیب ہے۔

(المفتی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل)

س نمبر ۹ کھانے وغیرہ پر ختم پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو جس پر ختم پڑھا جاوے۔ تو اسکا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

ج نمبر ۹ ختم یہ ہے۔ شروع میں بسم اللہ پڑھنی اور آخر میں الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھنا۔ اسکے سوا جو کچھ ہے۔ وہ بدعت ہے۔ بدعت جس نے شروع کی۔ اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ جس کھانے پر ختم پڑھا جاوے۔ اس کا کھانا حرام نہیں۔ بلکہ وہ حلال طیب ہے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۰ یہاں بلکہ ہر ایک سٹیشن پر گڈس کلرک لوگوں سے کچھ روپیہ وصول کر لیتے ہیں۔ اسمیں پھر تمام سٹیشن کا حصہ ہوتا ہے۔ حصہ دار سب کو وہ تقسیم ہوتا ہے۔ کیا یہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ یا شریعت اسلام میں بیان ہو سکتا ہوں۔

ج نمبر ۱۰ مجموعہ فتاوی احمدیہ ص ۵ ہدیہ اور رشوت میں فرق۔ رشوت کی تعریف نقل کر دی گئی ہے۔ اور یہ لکھا گیا ہے۔ کہ جو روپیہ گڈس کلرک یا دوسرا عملہ سٹیشن حاصل کرتا ہے۔ وہ گورنمنٹ کے کسی حق کو تلف کر کے حاصل نہیں کرتا۔ مثلاً جو انہوں نے کرایہ مقرر کیا ہے۔ اس سے کم کرایہ لے۔ اور اسکے عوض میں لوگوں سے روپیہ لے۔ پھر وہ لوگ جو روپیہ دیتے ہیں۔ کام کرنیسے پہلے دیتے ہیں یا بعد میں۔ اگر گورنمنٹ کے مقرر کردہ رقم میں کسی قسم کا نقصان نہیں پڑتا۔ اور نہ کسی کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اور محنت سے کام کرنے کے بعد لوگ کچھ دیدیتے ہیں۔ تو یہ رشوت نہیں ہو سکتی۔ بعض امراء کو دیکھا ہے۔ کہ جب کسی سٹیشن سے سوار ہوتے ہیں۔ تو بطور انعام کے لوگوں کو کچھ دیدیتے ہیں۔ وہ کسی طرح رشوت نہیں ہو سکتا۔ پس آپ اس روپیہ کے حصول کا مفصل ذریعہ لکھیں۔ تا اس پر غور کر کے صاف صاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکم جواز دیا۔ منع آپ کو لکھا جاوے۔ جو عبارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نقل کی گئی ہیں اگر ان سے آپ کی تشفی ہو جاوے۔ تو بہتر ورنہ مفصل لکھنے پر دارالافتاء زیادہ غور کر سکتا ہے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۱ کیا خطبہ جمعہ ایک پڑھنا جائز ہے۔

ج نمبر ۱۱ وہی کی سنت چلی آتی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور بعد میں دو ہی خطبے ہوتے چلے آئے ہیں۔ ایک خطبہ کہیں سے ثابت نہیں ہے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۲ ایک غیر احمدی تحریک مسجد لندن میں چندہ خود بخود بغیر مانگے کے دیتا ہے۔ تو کیا اس سے لے لینا چاہیئے۔ اور اس کو ثواب ہی ہوگا۔

(۲) ایک غیر احمدی دعوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کے لئے تیار ہے۔ اور وہ تحقیق نہیں کر سکا۔ اور وہ مر گیا۔ تو کیا اس کی طرف سے مسجد میں چندہ دینا جائز ہے۔ یا نہیں۔ اور اس کو ثواب ملیگا۔ یا نہیں۔

ج نمبر ۱۲ جو غیر احمدی چندہ خود بخود دیتا ہے۔ تو اس سے لے لینا چاہیئے۔ اور اسکو ثواب ہوگا۔ خواہ اسکو کوئی دنیا میں فائدہ پہنچ جاوے۔ یا اسکے بدلے اسکو ہدایت مل جاوے۔

(۲) جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تحقیق کے لئے تیار رہے۔ اور اس نے غفلت کی وجہ سے تحقیق نہیں کی۔ تو اس کی طرف سے چندہ نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس نے غفلت نہیں کی۔ بلکہ اسکو موقعہ ہی نہیں ملا۔ اور وہ مر گیا۔ تو اس کی طرف سے چندہ دینا جائز ہے۔ اور اس کو ثواب ہوگا۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۳ ایک سوداگر کا کوئی آدمی ایجنٹ ہے۔ اس شرط پر کہ وہ سوداگر ۲ فی روپیہ اس مال کے خریدنے پر کمیشن دے۔ اور وہ ایجنٹ مال فروخت کرے۔ اور اس سے روپیہ نقد لیا جاویگا۔ کیا یہ جائز ہے۔

ج نمبر ۱۳ ایسا کرنا جائز ہے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۴ ایک شخص نے ایکدفعہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔ تو اسحالت میں کیا بیوی دوسرا خاوند کرے۔

(۲) ایک شخص اپنی بیوی کو تھوڑے تھوڑے وقفے پر تین طلاقیں دیتا ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ج نمبر ۱۴ ہمارے نزدیک جب ایک آدمی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دفعتہً دیدیوے تو وہ ایک رجعی واقع ہوگی۔ اس حالت میں عدت کے اندر رجعت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ جدید نکاح کرے۔ بلکہ صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے۔ کہ میں نے رجوع کر لیا۔ یا عورت کے ساتھ خاوند کی طرح تعلقات رکھتا ہے اگر عورت کسی اور جگہ ہو۔ مرد کسی اور جگہ۔ تو وہاں اسکا دو گواہوں کے سامنے کہدینا کافی ہے۔ کہ میں نے رجوع کر لیا ہے۔

(۲) اگر ایک آدمی اپنی بیوی کو کچھ کچھ وقفے کے بعد تین طلاقیں دیدیوے۔ تو عورت اسپر حرام ہو گئی۔ اب دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۵ ایک عورت کا خاوند نہ اس کو طلاق دیتا ہے۔ اور نہ ہی اسکو آباد کرتا ہے۔ کیا شریعت اسکا کوئی انتظام کرتی ہے۔ یا کہ وہ عیسائی ہو جاوے۔

ج نمبر ۱۵ اگر یہ عورت احمدی ہے۔ تو آپ اسکو قادیان بھیجدیں یہاں اسکے معاملے کی تحقیق کی جاوے گی۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۱۶ ایک شخص نے اپنی بیوی کو غصے میں کہا۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں۔ بلکہ سو طلاقیں پھر بعد میں اسی طرح رہتے ہیں۔ کیا طلاق واقع ہوئی؟

ج نمبر ۱۶ کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ غصے کی طلاق قبول نہیں کی جاتی۔

(المفتی محمد اسمٰعیل صاحب)

جوہر شفائی زندگی

یہ خشک سفوف ہے۔ جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم ہر سو روپے کو بھی صفت۔ فی تولہ بخار۔ علاوہ محصول ڈاک جو ایک ماہ کیلئے کافی ہے حکیموں کو بھی اس کا مطلب میں رکھنا ضروری ہے۔

پرچہ ہذا ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر

ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجینئر قادیان